ہیومن ازم اور مذاہب عالم

Humanism and World Religions

سعدیہ ناز*

ضیاء الرحمٰن**

Abstract

Humanism is not a religion: it is not based on belief in the supernatural power. However, as its history shows, humanism grew alongside and intertwined with religious thought from earliest times. It is a philosophy and a movement which promote social justice and human rights - including freedom of conscience. It is also a reality that all religions of the world viewed that there is no difference among the people. All are equal and belong to the one category that is human; the human race. Without humanity or the feeling of kindness, human could indulge in any negative activities within the society.

تلخیص

دنیا کے تمام مذاہب میں خواہ وہ اسلام ہو عیسائیت ہو، یہودیت ہو، بدھ ازم ہو یا کنفیوشس ازم وغیرہ ہو انسان کی توقیر کو اولیت دی گئی ہے۔ تمام مذاہب کے ماننے والے اگر صرف ایک بات پر اتفاق کرلیں کہ انسان کی حرمت انسان پر واجب ہے اور جب اس کی حرمت واجب ہے تو وہ کسی بھی دین یا فقہ سے تعلق رکھتا ہو تو اس کے دین کو تنقید کا نشانہ نہ بنایا جائے، اپنے مسلک پر قائم رہتے ہوئے مخاطب کی فکر کا احترام کیا جائے۔کرۂ ارض پر موجود تمام بڑے مذاہب میں اکثر احکامات مشترکہ طور پر موجود ہیں۔ مثلاً مساوات،

* پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اینڈ ریلیجس سٹڈیز، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ۔

** پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف ایجوکیشن، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ۔

انسانیت، اخلاقیات، چوری، جھوٹ اور فریب سے اجتناب شامل ہیں۔

ذیل میں چند مذاہب کا ذکر کیا جا رہا ہے جن میں انسانیت کے حوالے سے فلسفہ ہیومنزم کے ساتھ کچھ مشترکات ہیں۔

کنفیوشس ازم:(Confucianism)

تعارف

چین کے ایک اہم مذہب کنفیوشس ازم کا بانی کنفیوشس 551 قبل مسیح میں پیدا ہوا۔ وہ ایک فلسفی اور عالم تھا۔ کنفیوشس بچپن ہی سے مالی سختیوں اور نفسیاتی خلا کا شکار رہا۔ 15 سال کی عمر میں اسے سچ اور حق تلاش کرنے کی جستجو ہوئی اور وہ اپنا سارا وقت علم حاصل کرنے میں گزارنے لگا۔ بعد ازاں وہ چین کی ایک معروف جامعہ سے منسلک ہو گیا۔ کنفیوشس نے ایک نئی فکر کی بنیاد رکھی جو بعد ازاں ایک مذہب میں تبدیل ہو گیا اور کنفیوشس ازم کہلایا .یہ مذہب 25 صدیوں کی مسلسل تاریخ رکھتا ہے۔ یہ تقریباً دو ہزار سال تک حکمرانوں کا مذہب رہا ہے۔ کنفیوشین ازم کا اصلی نام ''کنفیوشس کی تعلیمات'' ہے یا پھر اس کو روجیا کہتے ہیں جس کے معنی ''علما کی تعلیم'' کے ہیں۔(۱) کنفیوشس کے شاگرد اسے کنگ فوزے یعنی استاد کنگ کہتے تھے۔ کنفیوشس نے تین ہزار سے زائد افراد کو اپنا شاگرد بنایا۔ ان میں سے 70 سے زائد طالب علموں نے بطور دانشور شہرت پائی۔ اس عظیم مفکر نے اخلاقیات اور تعلیم پر زور دیا۔(۲) اس نے کئی کتابیں لکھیں جن میں سب سے زیادہ شہرت 'گلدستہ تحریر' کو حاصل ہوئی۔ کنفیوشس کا انتقال 479 قبل مسیح میں ہوا۔ اس کے اخلاقی افکار کی پیروی کرنے والے مختلف ممالک میں موجود ہیں جن میں چین، تائیوان، ہانگ کانگ، مکاؤ، کوریا، جاپان، سنگاپور اور ویتنام شامل ہیں۔

کنفیوشس ازم کے افکار

کنفیوشس ازم چین کا قدیم مذہب ہے، اس کی بنیاد کائنات کی پرستش پر ہے اور یہ پرستش کائنات کے اجزا اور مظاہر کی پرستش ہے۔ کنفیوشس مذہب صرف چین میں نہیں،

بلکہ جاپان میں بھی مقبول ہے، جہاں کم از کم اس زمانے میں اس کے ایک سے دو کروڑ کے درمیان پیروکار موجود ہیں۔ جاپان کے سب سے بڑے مذہب شنٹو کی سیاسی تعلیمات و نظریات پر بھی ان کا خاصا اثر ہے۔ یوں یہ مذہب کافی وسیع بھی ہے۔موجودہ چین میں سوشلزم کی آمد کے بعد تمام مذاہب پر پابندی ہے، جن میں بطور خاص کنفیوشس مت، بدھ مت اور تاؤ مت ہے لیکن ان کے پیروکار پھر بھی کروڑوں میں ہیں۔کنفیوشس چونکہ الہامی مذہب نہیں ہے لہذا ایک فرد کنفیوشسی ہوتے ہوئے بدھ بھی بن سکتا ہے، تاؤ بھی اور مسلم بھی۔

کنفیوشس کے چند مشہور افکار درج ذیل ہیں۔

اگر تم اپنا سفر روکتے نہیں، تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ تم کتنا آہستہ چلتے ہو۔

اس شخص سے کبھی بھی دوستی نہ کرو جو تم سے زیادہ اچھا نہ ہو۔

غصہ میں آنے سے قبل اس کے بعد کے نتائج کے بارے میں سوچو۔

اگر تم یہ جان جاؤ کہ تم اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکتے، تب بھی تم اپنا مقصد تبدیل مت کرو، اپنے اعمال تبدیل کرو۔

اگر تم نے نفرت کی، تو تم ہار گئے۔

زندگی میں جو بھی کرو، اسے پوری دلچسپی کے ساتھ کرو۔

صرف ان لوگوں کی رہنمائی کرو، جو اپنی کم علمی کے بارے میں جانتے ہوں اور اس سے پیچھا چھڑانا چاہتے ہوں۔

چھوٹی چیزوں پر اسراف کرنا بڑے نقصانات کا سبب بن سکتا ہے۔

اگر لوگ تمہاری پیٹھ پیچھے باتیں کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ تم آگے بڑھ رہے ہو۔

چیزوں کا خاموشی سے مشاہدہ اور مطالعہ کرو۔ چاہے کتنی ہی تعلیم حاصل کر لو، اشتیاق اور لگن کو برقرار رکھو۔

ہر چیز میں ایک خوبصورتی ہوتی ہے، لیکن اسے ہر شخص نہیں دیکھ پاتا۔

عظمت یہ نہیں کہ کوئی انسان کبھی نہ گرے، بلکہ کئی بار گر کر دوبارہ اٹھنا عظمت ہے۔

کنفیوشس ازم اور ہیومن ازم

ہیومن ازم کی طرح کنفیوشس ازم بھی ایک فکری اور اخلاقی نظام ہے۔ یہ کوئی مذہب نہیں،اور نہ ہی کہیں خدا،آخرت یا عقیدہ کا تصور ملتا ہے اور نہ کنفیوشس نے کبھی اسے ایک مت یا مسلک کی صورت میں پیش کیا۔فلسفہ ہیومن ازم کی طرح اس فلسفے کی دلچسپی کا مرکز انسان کی اخلاقی اور سیاسی شخصیت کی تعمیر و ترقی ہے۔ روحانی معاملات میں کنفیوشس نے عمداً کبھی کوئی رائے نہیں دی، لیکن چینیوں نے کنفیوشس مت کو ایک مذہب ہی کی صورت میں قبول کیا۔ کنفیوشس مت کا سب سے زیادہ اصرار اخلاقی کردار کی تعمیر پر ہے۔علم کے حصول کو بھی وہ اخلاقی فضیلت قرار دیتے ہیں۔ اخلاص، نیک نیتی، ضبط نفس، ایثار، اعلیٰ ترین فضیلتیں ہیں جب کہ بہترین اخلاقی اقدار روایت سے مربوط ہوئے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ یہ اخلاقی فلسفہ سماجی و سیاسی اداروں اور روز مرہ آدابِ زندگی سے متعلق اصول و قوانین پر مشتمل ہے۔ اسی اخلاقی فلسفے پر کنفیوشس نے اپنے سیاسی خیالات کی بنیادیں استوار کیں۔ یہی اخلاقی فلسفہ ہیومنزم کا ہے۔ کنفیوشس بادشاہت کے خلاف نہیں تھے، لیکن حکمرانوں کے آمرانہ رویے کو غیر اخلاقی اور ناقابلِ قبول قرار دیتے اور اُن کے اختیارات کو محدود کرنے پر اصرار کرتے تھے۔وہ عوام کے ساتھ نرم اور منصفانہ رویہ کو حکمرانوں کی بنیادی ذمہ داری قرار دیتے ہیں۔ عوام کو صالح حکمرانوں کی اطاعت کی تلقین کرتے ہیں۔ قدیم اخلاقی و سماجی معیارات اُن کو بھاتے تھے اور وہ لوگو ں کو اُنھیں اپنانے کا درس دیتے۔ تعلیم یافتہ آدمی سے کنفیوشس کی مراد ایک ایسے انسان کی ہے، جو دوسروں کو عزت اور وقار کے ساتھ جینے کی تعلیم دے سکے۔ اسی سے جڑا ہوا اُن کا سیاسی فلسفہ ہے، جو احساس ذمہ داری پر قائم ہے۔ ہر فرد کو اپنی ذمہ داری پوری کرنی چاہئے، جو کردار کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں جبکہ کردار روایت میں موجود اقدار کی پیروی سے مضبوط بنایا جا سکتا ہے۔ اچھی حکومت کے بارے میں وہ اپنی کتاب میں کہتے ہیں:

"There is government, when the prince is prince, and the

minister is minister; when the father is father, and the son is son. ’’(3)

’’اچھی حکومت اس نقطے پر قائم ہے کہ حکمران ایک حکمران کے طور پر کام کرے، وزیر وزیر کے طور پر، باپ باپ کے طور پر اور بیٹا بیٹے کے طور پر’’:

’’کنفیوشس ریاست کے بارے میں سیکولر سوچ رکھتا تھا اس ضمن میں وہ کہتا ہے حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ضبط نفس حاصل کریں، اپنے محکوموں سے محبت کا سلوک روا رکھیں۔ اسی طرح عوام کو بھی چاہیۓ کہ وہ قانون کی حکمرانی کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔ قوانین کے اطلاق کے ذریعے سزائیں دے کر عوام کو جرم سے دور کرنے اور ان میں مثبت اقدار کو فروغ دینے کی کوشش کی نسبت کنفیوشس ایک دوسرا طریقہ کار اختیار کرنے پر اصرار کرتا ہے کہ حکمران اپنی اعلیٰ طرز حکومت اور رویے سے عوام میں اخلاقی فضیلت کو بڑھانے کی کوشش کرے تاکہ لوگوں میں احساس ذمہ داری پیدا ہو اور وہ سزا کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے احساس ندامت کی وجہ سے جرم اور گناہ سے گریز کریں۔ برے حکمران بری عوام کے خالق ہوتے ہیں۔ یوں حکمران کا اخلاقی طور پر اعلی درجے پر فائز ہونا کنفیوشس کے لیے معاشرتی اصلاح کے عمل میں بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔ تمام عہدوں پر مطلوبہ اہلیت کے حامل افراد کی تعیناتی معاشرے کی اخلاقی عظمت کا تعین کرتی ہے۔ (۴)

اکیسویں صدی کے بہت سے دانشور کنفیوشس کو ہیومنسٹ فلسفے کا بانی سمجھتے ہیں کیونکہ ان کے بہتر انسان بننے کے فلسفے میں کہیں کسی خدا' مذہب' آسمانی کتاب' جنت اور دوزخ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

2۔ بدھ مت (Buddhism)

تعارف

بدھ مت ہندوستان میں ظہور پذیر ہونے والا ایک قدیم غیر سامی اور غیر الہامی مذہب ہے۔عددی اعتبار سے یہ دنیا کا چوتھا بڑا مذہب ہے۔ بُدھ مت پیروکاروں، جغرافیائی تقسیم، اور معاشرتی اثرات کے لحاظ سے دُنیا کے معروف مذاہب میں سے ایک ہے۔بُدھ مت کا

بانی سدھارتھ گوتم سن ۶۰۰ کے قریب انڈیا کے شاہی گھرانے میں پیدا ہوا۔ وہ بیرونی دُنیا کی تھوڑی سی پردہ داری کے ساتھ عیش و عشرت سے رہتا تھا۔ اُس کے والدین کا مقصد اُسے مذہب کے اثر سے بچانا اور اُسے درد اور مصیبت سے محفوظ رکھنا تھا۔ ایک بار اس کی نظرایک منظر پر پڑی جس میں اس نے ایک ضعیف وکمزور آدمی کودیکھاجسے دیکھ کر اسے بوڑھے کا ماضی یاد آیا اور اپنے آپ پر نظر ڈالتے ہوئے اسے یہ خیال آیا کہ ایک دن وہ بھی اس ضعیفی کی عمرمیں پہنچے گا۔ دوسرے منظرمیں اس کے سامنے ایک بیمار آدمی آیاجس کے جسم پہ کمزوری کے آثار واضح تھے تواس کے ذہن میں یہ بات سرایت کرگئی کہ وہ بھی اس کی طرح بیمار ہو سکتا ہے۔ تیسرے منظرمیں اس کے سامنے ایک جنازہ گزرا تو اس کے ذہن میں دنیاکی بے ثباتی آئی کہ ہمیشہ ہردور میں ایسے نہیں رہنا ہو گا۔ ایک دن میرا جنازہ بھی لوگوں کے کندھوں پہ ہوگا۔ چوتھے منظر میں اس کے سامنے ایک فقیر اور درویش آدمی آیا۔ اس کے چہرے پہ طمانیت تھی، وہ بھیک مانگ رہاتھا اوردنیاکے جھنجھٹوں سے بے خبر ایک آزادخیال زندگی بسرکر رہا تھا۔ یہی وہ آخری منظرتھا جس کی وجہ سے اسے اس کے من نے سوچنے پہ مجبور کردیاکہ وہ ایسی آزاد اور درویشانہ زندگی بسر کرنا چاہتا ہے۔ لہٰذا اس نے اپنے آپ کو زاہدانہ راہب بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ اُس نے سادگی کے ذریعہ روشن خیالی کی تلاش کے لئے مال ودولت کی زندگی کو خیر باد کہہ دیا اور فیصلہ کیاکہ وہ اپنی موجودہ زندگی سے کنارہ کشی اختیار کرلے اور خود کو سچ کی تلاش کے لیے وقف کردے۔ وہ تمام دنیاوی آسائشوں کو ترک کر کےمحل سے روانہ ہوگیا اورایک مفلس یوگی بن گیا۔ کچھ عرصہ اس نے اس دور کہ مشہور یوگی علماء سے حصول علم کیا۔ ایک روز اس پرمنکشف ہوا کہ اس نے حل پا لیا تھا اور وہ ہے ’’صفائے باطن اور محبت خلق‘‘ ان دو میں ہی فلاح ابدی کا راز اور تکلیف سے رہائی ہے وہ اب ’’بدھ‘‘ بن گیا تھا جس کے معنی ایک ’’اہل بصیرت‘‘ کے ہیں اور انہیں یقین ہو گیا کہ وہ غلطی اور جہالت کے دھندلکوں سے آزاد ہوچکے ہیں۔ ان کی زندگی خواہشوں اور الائشوں سے آزاد ہوچکی ہے اور انہیں تناسخ کے چکر سے نجات مل چکی ہے۔ تب اس کی عمر پینتیس برس تھی۔ زندگی کے باقی پینتالیس برس اس نے شمالی

ہندوستان میں سفر کرنے میں گزارے۔ وہ ان لوگوں کے سامنے اپنے خیالات کا پرچار کرتا، جو اسے سننے آتے تھے۔ ۴۸۳ قبل مسیح میں اپنے وفات تک وہ اپنے ہزاروں پیرو کار بنا چکا تھا۔ ہر چند کہ اس کے افکار تب لکھے نہیں گئے تھے۔ اس کے چیلوں نے اس کا حرف حرف یاد رکھا۔ یہ حروف نسل درنسل زبانی طورپر ہی سینہ بہ سینہ منتقل ہوتے رہے۔(۵)

بدھ مت کی تعلیمات

بدھ مت سے مراد عام الفاظ میں وہ فلسفیانہ، اخلاقی، مذہبی اورمعاشرتی عقائد اور نظریات ہیں جو مہاتما گوتم بدھ کی تعلیمات پر مبنی ہیں۔ بدھ کی بنیادی تعلیمات کو بدھوں کے الفاظ میں ''چار اعلیٰ سچائیاں'' کے عنوان سے سمیٹا جاسکتا ہے اول:انسانی زندگی اپنی جبلی حیثیت میں دکھوں کا مسکن ہے۔ دوئم:اس ناخوشی کا سبب انسانی خود غرضی اور خواہش ہے۔ سوم: اس انفرادی خود غرضی اور خواہش کوختم کیا جاسکتا ہے اور ایسی کیفیت پیدا کی جاسکتی ہے جس میں خواہشات اور آرزوئیں فنا ہو جاتی ہیں (اسے اصطلاحاً''نروان'' کہا جاتا ہے۔ اس کے لغوی معنی ''پھٹ پڑنے'' یا ''تنسیخ'' کرنے کے ہیں)۔ چہارم: اس خود غرضی اور خواہش سے فرار کاذریعہ ''آٹھ راست راہیں'' ہیں۔ 1۔ راست نظر 2۔ راست سوچ 3۔راست گوئی 4۔ راست بازی 5۔راست طرز بود و باش 6۔راست سعی 7۔راست ذہن8۔ راست تفکر (۶)

بدھ مت ہر کسی کے لیے اپنی آغوش وا کیے ہوئے ہے۔ نہ نسل کا مسئلہ ہے اور نہ ہندوؤں کے برعکس یہاں ذات برادری ہی کچھ اہمیت رکھتی ہے۔

گوتم بدھ کی تعلیمات میں خدا یا براھما یا آتما کا کوئی بھی تصور موجود نہیں۔ بدھ کہا کرتا تھا کہ انسان کی نجات خوداسی پرموقوف ہے نہ کہ معبود پر اور وہ سمجھتا تھا کہ انسان ہی اپنے نفس کے انجام کو بنانے والا ہے۔

مظہرالدین صدیقی لکھتے ہیں:

''بدھ کی تعلیم یہ تھی کہ روحانی نجات نہ توخدا کی توفیق سے ہوتی ہے اور نہ ہی اس کی بخشش وکرم کانتیجہ ہے بلکہ یہ انسان کی اپنی ذاتی جدوجہد' آزادی قوت اوراخلاقی کشمکش کاثمرہے۔'' (۷)

بھکشوؤ(پیروکارو)!ایسی کیفیت موجودہے جہاں نہ تو خاک ہے نہ پانی' نہ آگ ہے نہ ہوا'نہ لامکانیت ہے'نہ شعور کی لا محدودیت' نہ تو عدم شعورہے اورنہ شعور' نہ تویہ دنیاہے اور نہ دوسری دنیا' نہ سورج ہے وہاں اورنہ چاند اورہاں بھکشوؤ! میں کہتا ہوں وہاں نہ آنا اورنہ جانا' نہ ٹھہرنا'نہ گزرجانا اورنہ وہاں پیدا ہونا ہے۔بغیرکسی سہارے' کسی حرکت یاکسی بنیاد کے ہے۔ بے شک یہی دکھوں کاخاتمہ (نروان)ہے۔ (۸)

گوتم بدھ نے نجات کادارومدار انسان کی ذاتی کوشش پر رکھااوراسے اپنے اعمال کاقطعی طورپر ذمہ دار ٹھہرایا ہے۔بُدھ مت کے ماننے والوں کا ایمان ہے کہ زندگی کا حتمی مقصد ''روشن خیالی'' کو حاصل کرنا ہے۔گوتم بدھ کے مطابق روشن خیالی ''میانہ روی'' میں پائی جاتی ہے۔ یہ عیش وعشرت کی زندگی میں یا خودنفس کشی میں نہیں پائی جاتی۔ بُدھا کی تعلیمات کو ''ترپیٹکا ٹا'' یا ''تین ٹوکریوں'' میں جمع کیا گیا ہے۔اِن متضاد تعلیمات کے پیچھے ہندوؤں کی تعلیم عامہ یعنی تولیدوتجسمِ نو، کرما، مایا، اور اِس کی رُخ بندی میں مظاہر پرستانہ ہونے کے طور پر حقیقت کو سمجھنے کا رُجحان ہے۔

بدھ مت اور ہیومن ازم

بدھ مت ایک خوش باش، پر امن، اور درد مند انسانیت کی بات کرتا ہے۔ مہاتما بدھ کو دُنیا میں امن کا پیامبر اور عدم تشدد فلسفے کا داعی سمجھا جاتا ہے۔ مہاتما بدھ کی تعلیمات کا خلاصہ اگر دولفظوں میں بیان کیا جائے تو وہ کچھ یوں ہوگا کہ جس نے کسی جانور کو بھی قتل کیا تو وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے کسی انسان کوقتل کیا۔ اس اعتبار سے بدھ مذہب خدمت انسانیت اور محبت کا داعی ہے۔ بدھ مت برابری، انسانی احترام، ذات پات سے بالاتر تصورات کا حامل ہے۔ ان کی تعلیمات کا سب سے اہم فلسفہ عدم تشدد ہے۔ بدھ اپنے پیروکاروں کو سچائی اور حلال روزی کمانے کی تعلیم دیتا ہے۔انہوں نے اپنے عہد کے مذہبی' عقائد اور توہمات پر سوالات اٹھائے اور اخلاقی روایات اور قوانین کو چیلنج

کیا۔ انہوں نے لوگوں کو یہ تعلیم دی کہ وہ اپنے دل، اپنے ضمیراور اپنی عقل پر بھروسہ کرنا سیکھیں کیونکہ انسان کا اپنا تجربہ اس کا سب سے بڑا استاد ہے۔ ایک فلسفی کی حیثیت سے اپنی تعلیمات کا سارا زور اخلاق و اعمال پر پیش کیا گیا ہے اور ان بنیادی عقائد کو نظر انداز کر دیا ہے، جن پر ایک مذہب کی تعمیر ہوتی ہے۔ گوتم نے والدین، اولاد، استاد و شاگرد، خادم و آقا اور شوہر و بیوی کے فرائض، حقوق اور ذمہ داریاں بتائیں ہیں۔ انہوں نے والدین کو حکم دیا ہے کہ وہ بچوں کی تعلیم کی طرف توجہ دیں اور انہیں برائی سے بچائیں، نیز ان کے لیے ترکے کی شکل میں معاش مہیا کریں۔ اولاد کو حکم دیا کہ وہ والدین کی اطاعت اور احترام کریں۔ اس طرح دوسرے لوگوں کو شفقت، محبت، ہمدردی، احترام، وفاداری، ہنرمندی، مساوات، حسن سلوک، ادب اور تعظیم کی ہدایت کی ہے۔ گویا ایک فلسفی کی موجودات کے اجزاء ترکیبی سے بحث کی ہے۔ پھر انسان کی خصوصیات اور صفات و روپ پر ایک تفصیلی بحث کی ہے، جس سے ایک مذہب کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی ہے۔ گوتم مذہب کے تمام فطری مسائل کو حل کرنے سے قاصر رہے۔ (۹)

3۔ عیسائیت (Christianity)

عیسائیت عیسی علیہ السلام کی طرف منسوب ہے۔ یہ اس مذہب کا نام ہے جو اللہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو دے کر مبعوث کیا ہے لیکن ان کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد یہ بہت زیادہ تبدیل کر دیئے جانے کی وجہ سے اپنی اصلی صورت میں باقی نہیں رہا اور ان ہی کی نسبت سے اسے مسیحیت بھی کہا جاتا ہے کیونکہ مسیح ان کا لقب ہے اور اسے نصرانیت بھی کہا جاتا ہے جب اس کی نسبت حضرت عیسی علیہ السلام کی بستی ناصرہ کی طرف کی جاتی ہے۔

عیسائی مذہب کم وبیش آج سے دو ہزار سال پرانا ہے۔ یہ وہ اصل عیسائیت نہیں ہے جو اللہ کے نبی حضرت عیسیٰؑ لے کر آئے تھے بلکہ یہ ایک مفروضہ اور ملغوبہ دین ہے جسے حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بیس سال بعد ایک یہودی فرد''پال'' نے اپنی

مقبولیت کی خاطر ایجاد کیا تھا۔ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی زندگی میں یہ شخص ان کا کٹر مخالف تھا اور اس کی ملاقات بھی ان سے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ حضرت عیسیٰ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد اس شخص نے یکا یک ان کی ہمدردی اور موافقت میں راگ الاپنے شروع کر دیئے اور ان سے حد سے زیادہ عقیدت کا اظہار کرنے لگا۔ اس نے لوگوں کو بتایا کہ عیسیٰ علیہ السلام اس کے خواب میں آئے ہیں اور اس پر دستِ شفقت رکھا ہے۔ اس نے اپنے عقائد کی وسیع اشاعت کی خاطر یونانیوں، عیسائیوں اور سورج پرستوں کے دل پسند عقائد کا ایک ملغوبہ بنایا اور اسے عین عیسائیت قرار دیا۔ اس نے کہا کہ مذہب ایسا ہونا چاہیئے جو زیادہ سے زیادہ لوگوں کیلئے قابل قبول ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے عیسائیت کی نئی تعریف میں توحید کا عقیدہ مسترد کر کے تثلیث کا عقیدہ رائج کیا۔ اس نے اعلان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نعوذباللہ پھانسی پر چڑھ کر تمام انسانو ں کا کفارہ ادا کردیاہے، لہٰذا اب کسی گناہ پر ان کی باز پرس نہیں ہوگی۔ اس نے ختنے کا طریقہ مسترد کیا اور ایک سے زائد شادیوں پر پابندی لگائی۔ اسی طرح اس نے حلال و حرام کی بنیاد ختم کر کے سؤر اور شراب کو جائز قرار دیا اور واضح طور پرکہا کہ عیسائیت شریعت کی قید سے آزاد ہے۔

ظاہر ہے کہ ان عقائد میں غیر یہودی لوگوں کے لئے بڑی کشش تھی۔ اس لئے ہر قسم کے فاسق و فاجر اور بدکار اس مذہب میں جوق در جوق داخل ہونے لگے حتیٰ آج یہ دنیا کا سب سے بڑا مذہب بن گیا ہے۔ اس کی وسعت کی ایک اور وجہ بعد میں پال کو ایک مذہبی تقدس والی شخصیت کا درجہ حاصل ہو جانا ہے۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام محض عقیدت مندی کے لئے باقی رہ گئے جب کہ پال عملی مذہب کا باقاعدہ نمائندہ بن گیا۔ اسی وجہ سے عیسائیوں نے بعد میں اسے ''ولی اللہ'' یعنی''سینٹ'' کا خطاب دیا۔ اسی طرح کل کا گمنام و بے نام پال آج کا ''سینٹ پال'' بن گیا۔ اس سارے عمل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت دب گئی اور سینٹ پال کی شخصیت ابھر کر سامنے آگئی۔

نئے مذہب کی خاطر پال نے کئی غلط اقوال حضرت عیسیٰؑ سے منسوب کئے اورکہیں اپنے کشف و الہام کو بنیاد بنایا۔ حالانکہ اصل پیغمبرانہ تعلیمات سے ان کا دور کا بھی واسطہ

نہ تھا۔ ابتدائی تین سو سالوں تک مخلص عیسائیوں نے پالی عقائد کی سخت مزاحمت کی لیکن چونکہ یہ مخلصین دن بدن اقلیت میں ہوتے جا رہے تھے اس لئے پال کے عقائد کے آگے وہ بے بس نظر آتے تھے۔ کئی مواقع پر مخلص عیسائیوں اور پالی عیسائیوں کے درمیان مذہب کی بنیاد پر جھگڑے اور مار پیٹ بھی ہوئی۔ چوتھی صدی کے ابتدائی دو عشروں تک خالص مذہبی عقائد کے لوگ موجود تھے لیکن آخر کار انہیں ان کے آگے ہتھیار ڈالنے پڑے۔ یہ بات بھی خاصی دلچسپی کا باعث ہے کہ ابتداً کسی علیحدہ عبادت گاہ (چرچ) کا کوئی تصور نہیں تھا بلکہ مخلص عیسائی یہودیوں کی عبادت گاہوں (Synagogues) ہی میں جا کر عبادت کرتے تھے، نیز مذہبی حیثیت سے عیسائیت الگ سے اپنا کوئی وجود نہ رکھتی تھی۔ عیسائی بھی فی الاصل بنی اسرائیل ہیں لیکن سینٹ پال نے آخر کار نئی عبادت گاہ (چرچ) کے تصور کو جنم دیا اور خود کو حضرت عیسیٰ (Christ) سے منسوب کر کے کرسچن کہلانا شروع کر دیا۔(۱۰)

عیسائیت کی بنیادی تعلیمات

چوں کہ عیسائیت کی حقیقی تعلیمات اب یکسر بگڑ کر رہ گئی ہیں لہٰذا اب یہ مسیحیت ایک تثلیث کا عقیدہ رکھنے والا مذہب، جو یسوع کو مسیح، خدا کا بیٹا اور خدا کا ایک اقنوم مانتا ہے اور اسے بھی عین اسی طرح خدا مانتا ہے، جیسے خدا اور روح القدس کو۔ جنہیں بالترتیب باپ، بیٹا اور روح القدس کا نام دیا جاتا ہے، بعض فرقے مسیح کو صرف ایک نبی مانتے ہیں۔عمومی لحاظ سے مسیحیوں میں یسوع ناصری کی انفرادیت کے بارے میں عقیدہ مشترک ہے کہ انہوں نے اپنی صلیبی موت کے ذریعہ انسانیت کا کفارہ ادا کیا اور اپنی موت کے تیسرے دن ہی قبر سے جی اٹھے۔ مسیحی لوگ مذہب میں داخلے کے لیے بپتسمہ پر عقیدہ رکھتے ہیں۔ ان کا نظریہ ہے کہ ایمان لانے والے کے پاس ایک زندگی ہے جس میں اُسے حیات بعد الموت کے لیے اپنی تقدیر کے متعلق فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ اس تقدیر میں عموماً جنت کی ابدی رحمت یا جہنم کا دائمی عذاب شامل ہے۔ اس کے علاوہ اللہ تعالی نے حضرت عیسی

علیہ السلام کو انجیل دے کر جو تورات کا تتمہ تھی اور اس کے بعض احکام کو تبدیل جبکہ بعض کو مکمل کر رہی تھی، ان کی طرف بھیجا۔ حضرت عیسی علیہ السلام نے انہیں توحید، رد شرک، رسولوں پر ایمان اور دوسری بنیادی اسلامی تعلیمات کا درس دیا۔ پھر ان میں سے بھی جنہوں نے عیسائیت کو قبول کیا اکثریت نے حضرت عیسی علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد باطل عقائد اپنائے، شریعت میں تحریفات کیں، مختلف فرقوں میں بٹے، ہر طرح کے فاسق اعمال کئے اور حرام وحلال میں بہت زیادہ تبدیلیاں کیں۔ حتی کہ ان کی شریعت کی اصلیت جاتی رہی۔ اور حضرت عیسی علیہ السلام کے مدتوں بعد انجیل کو چار مختلف نسخوں میں لکھنے والے مصنفین نے اپنے اپنے خیالات کو حضرت عیسی علیہ السلام کے ارشادات و مواعظ میں اس طرح ملا دیا کہ ان کی تیار کردہ اناجیل اور اور اصل آسمانی انجیل میں فرق کرنا مشکل ہو گیا ہے۔مسیحیت میں کئی فرقے ہیں، جن میں دو بڑے فرقے ہیں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ۔ (۱۱)

عیسایئت اور ہیومن ازم

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی کرشماتی شخصیت ہے جس میں تمام تر رحمت وشفقت، معافی اور انسانیت کے لئے ہمدردی کے جذبات ہیں۔ عیسائیت میں اخلاق و محبت کے درس بھی ہے۔ ہیومن اسٹس یہ کہتے ہیں کہ اگر ایک مسیحی اپنے مذہب کی ان چیزوں کو اختیار کرتا ہے جو اس کی انفرادی آزادی،وقار، خوشی اور مفادات پر مبنی ہے تو وہ عیسائی ہیومن اسٹ یا مذہبی ہیومنسٹ ہے۔ان تعلیمات کو انسانیت کے حامی عیسائی ہیومن ازم کا نام دیتے ہیں۔یہ حضرت عیسی علیہ السلام کی انسانیت کے لئے سماجی تعلیمات اور مادیت پر مبنی تعلیمات ہیں۔اس کا تعلق ’’انسانی اصول‘‘ جیسا کہ عالمگیر انسانی وقار، انفرادی آزادی اور انسانی خوشی سے ہے۔ یہی عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کے بنیادی اور ضروری اجزاء ہیں۔ عیسائی ہیومن اِزم سے مراد یہ ہوا کہ عیسائی مذہب کی وہ تعلیمات جو صرف اخلاقیات،انسان اور انسانی مفادات سے تعلق رکھتی ہیں۔اس میں عبادات اور عقیدہ کا کوئی تصور نہیں۔ (۱۲)

یہودیت (JUDISM)

تعارف

یہودیت یہود کی طرف منسوب ہے۔ یہ اس مذہب کا نام ہے جس پہ یہود چلتے ہیں اور یہ ان کی تحریف کے بعد کا مذہب ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں یہودیت نہ تھی۔ شریعت موسوی میں یہود کے کاہنوں ربیوں اور احبار نے اپنے اپنے نظریات اور مرضی کے مطابق عقائد، رسوم اور ضوابط شامل کر کے جو مذہبی ڈھانچہ تیار کیا ہے اس کا نام یہودیت ہے۔ علامہ مودودی (۱۳) فرماتے ہیں:

یہ اس خاندان کی طرف منسوب ہے جو حضرت یعقوب علیہ السلام(۱۴) کے چوتھے بیٹے یہوداہ (۱۵) کی نسل سے تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام (۱۶) کے بعد جب ان کی سلطنت دو ٹکڑوں میں تقسیم ہوئی تو یہ خاندان اس ریاست کا مالک بنا جو یہودیہ کے نام سے موسوم ہوئی۔ پھر اسیریا نے ان اسرائیلی قبیلوں کا بھی نام ونشان مٹا دیا جو اس ریاست کے بانی تھے۔ اس کے بعد صرف یہوداہ اور بن یمین کی نسل باقی رہ گئی جس پر یہوداہ کی نسل کے غلبے کی وجہ سے یہود کے لفظ کا اطلاق ہونے لگا۔ اس نسل کے اندر کاہنوں ربیوں اور احبار نے اپنے اپنے خیالات اور رجحانات کے مطابق عقائد رسوم اور مذہبی ضوابط کا جو ڈھانچہ صدہا برس میں تیار کیا اس کا نام یہودیت ہے۔ یہ ڈھانچہ چوتھی صدی قبل مسیح سے بننا شروع ہوا اور پانچویں صدی بعد مسیح تک بنتا رہا۔ (۱۷) یہود چار ناموں سے معروف ہیں۔ بنی اسرائیل، قوم موسیٰ، اہل کتاب، یہود۔

یہودی مذہب تقریباً آج سے چار ہزار سال پرانا ہے۔ یہود کا سلسلہ حضرت ابراہیم علیہ السلام (۱۸) تک پہنچتا ہے۔ اگرچہ یہ اس وقت اس نام سے معروف نہیں تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے دو بڑی شاخیں نکلیں۔ ایک حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد جو عرب میں پھیلی۔ قریش اور بعض دوسرے قبائل اسی سے تعلق رکھتے ہیں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بھی اسی شاخ سے ہیں۔ دوسری، اسحاق علیہ السلام کی اولاد ہے جس

میں بہت سے انبیاء علیہم السلام پیدا ہوئے۔ یہود اسی میں سے ہیں۔ یہ ابتدائی دور میں مصر میں آباد رہے کیونکہ یہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔بنی اسرائیل کئی صدیوں سے مصر میں ذلت کی زندگی گزار رہے تھے اور پھر فرعون کے دور میں انہیں مزید پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ان مشکلات میں اللہ تعالی نے انہیں ان مصائب سے نکالنے اور انہیں آسودگی عطا کرنے کا ارادہ کیا تو ان کی طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ:

ترجمہ: اور ہم نے ارادہ کیا کہ ہم ان لوگوں پر احسان کریں جو زمین میں کمزور بنائے گئے اور انہیں حکمران اور وارث بنائیں۔(۱۹)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ان میں بہت زیادہ خباثتیں اور خرابیاں پیدا ہوگئیں جو آج تک مسلسل بڑھتی ہی رہیں۔ انہوں نے ہر قسم کے کبیرہ گناہ کئے حلال و حرام اور جائز و ناجائز کا فرق ختم کر دیا۔ ان کی طرف حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت زکریا، حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے علاوہ اور بھی بہت سے پیغمبر مبعوث ہوئے۔ مگر ان پر ان کی تبلیغ کا کم ہی اثر ہوا بلکہ یہ ان کی مخالفت میں ان کے قتل تک پہنچ گئے۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنے دین خصوصاً تورات میں ہر دور میں اس قدر تحریف وتبدیلی کی کہ اس کی اصلیت بگاڑ کر رکھ دی۔ ان کی اصل مذہبی کتاب تورات ہے جو احکام شریعت اور ہدایت پر مبنی تھی۔ یہ کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دے کر ان کی طرف بھیجا گیا تھا۔ یہود کی موجودہ مذہبی کتب اور صحائف اب اپنی اصلی صورت میں موجود نہیں ہیں بلکہ ان کے اپنے مرتب کردہ ہیں۔ کیونکہ اپنی مرضی کی تحریفات اور رد وبدل کرنا یہود کا شروع سے وتیرہ رہا ہے۔ ان کے کاہنوں، ربیوں اور علماء نے ہر دور میں ان کتب اور مصحف میں اپنے اپنے خیالات اور نظریات کے مطابق تبدیلی اور ترمیم کی ہے۔ یہود ونصاریٰ کے تحریف وترمیم شدہ موجودہ مجموعے کا نام بائبل (کتاب مقدس) ہے جو دو حصوں پر مشتمل ہے(1) عہد نامہ عتیق (2) عہد نامہ جدید۔ عیسائی دونوں حصوں کو اپنی شریعت تسلیم کرتے ہیں جب کہ یہود صرف پہلے حصے عہد نامہ عتیق کو ہی تسلیم کرتے

ہیں۔تالمود یہود کی ایک مقدس سمجھی جانے والی کتاب ہے جو عہد نامہ عتیق کی تشریح کا درجہ رکھتی ہے جسے ماننا ضروری ہے بلکہ بعض کے نزدیک یہ تورات سے بھی ممتاز ہے۔ تالمود اس مواد پر مشتمل ہے جو ان کے مذہبی رہنماؤں سے منقول ہے۔

یہودی عقائد

اللہ کے متعلق ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالی نے مخلوق چھ دن میں پیدا کی اور(معاذ اللہ) تھک کر ساتویں دن یعنی ہفتے یوم السبت کو آرام کیا۔ اللہ تعالی مخلوق پیدا کرنے پر پچھتایا (معاذ اللہ) اور اس نے افسوس کیا۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ہاں وہ عالم الغیب نہیں جسے آئندہ کے احوال کا علم ہو۔ان کے نزدیک اللہ تعالی کا جسم ہے اوروہ انسانی صورت میں ہے۔ وہ محدود ہے اور چھوٹا اور بڑا ہو سکتا ہے۔ان کے عقیدے میں اللہ تعالی کی اولاد ہے۔ یہودی بعض رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ یہود نے انبیاء علیہم السلام کی سیرت کو داغدار کیا اور ان کی طرف شرک، جادو، زنا، جھوٹ، اور دغا بازی جیسے جرائم منسوب کئے ہیں مسیحیت کے دور تک اور اس کے بعد بھی یہود کا ایک گروہ آخرت کا منکر رہا ہے۔

یہودی احکام عشرہ

یہود کے ہاں احکام عشرہ وہ احکام ہیں جو اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام کو طور پر دیئے تھے۔ یہودیت میں ان کی بڑی اہمیت ہے یہود انہیں بائبل کے احکام کا نچوڑ سمجھتے ہیں۔

(1) شرک کی ممانعت
(2) بت پرستی کی ممانعت
(3) خدا کا نام بے فائدہ لینے کی ممانعت
(4) یوم سبت کی تعظیم
(5) والدین کے ساتھ احسان
(6) قتل کی ممانعت
(7) زنا کی ممانعت
(8) چوری کی ممانعت
(9) جھوٹی گواہی کی ممانعت
(10) پڑوسی کے مال کی حفاظت

یہودیت اور ہیومن ازم

یہودی ہیومنزم ایک یہودی تحریک ہے جو ہیومن ازم اور سیکولرازم کے حامی یہودیوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے کہ اپنی یہودی شناخت کو قائم رکھنے کے لئے یہودی تہوار اور تقریبات میں شرکت کریں۔

اس فلسفیانہ تحریک میں مندرجہ ذیل خیالات شامل ہیں:

- یہودیت یہودی لوگوں کی تاریخی ثقافت ہے، اور مذہب ثقافت کا صرف ایک حصہ ہے۔
- یہودی شناخت کو ایک آزاد، متنوع ماحول میں بہترین طور پر محفوظ کیا جاسکتا ہے؛اور اس کے لیے ہیومن ازم مذہب سے بہتر رہنمائی کرتا ہے۔
- ہر یہودی کا یہ حق ہے کہ مذہب یا کسی بھی بالاتر ہستی سے آزاد ہو کر اپنی زندگی کے لیے اصول بنائے۔
- صرف اخلاقیات اور اقدار ہی انسانی ضروریات اور مفادات کو پورا کر سکتے ہیں۔
- یہودی ہیومن اِسٹ کے مطابق بائبل انسانی سرگرمیوں کا حصہ ہے اور اس کو سائنسی تجزیہ کے ذریعے بہتر طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔
- یہودی ہیومن اِسٹ یہودیت کی ان تعلیمات کو مانتے ہیں جو فرد کی آزادی،وقار اور احترام پر مبنی ہے۔ (۲۰)

ہیومن اِزم اوراسلام:

فلسفہ ہیومن اِزم میں انسانیت کا اتنا جامع تصور نہیں، جتنا دین اسلام میں ہے۔اسلام انسان کو ایک مکمل ضابطہ حیات پیش کرتا ہے۔ اسلام انسانیت کا حکم ہی نہیں دیتا بلکہ اس کی بنیاد پر جزا و سزا رکھی گئی ہے۔

اللہ فرماتے ہیں:

ترجمہ: اور ہم نے انسان کو حکم دیا کہ والدین سے حسن سلوک سے پیش آؤ۔(۲۱)

ترجمہ: اور عبادت کرو ایک اللہ کی اور نہ شریک کرو کسی چیز کو اس کے ساتھ اور

احسان کرو والدین پر، رشتہ داروں پر، یتیموں اورمساکین پر قریبی اور اجنبی ہمسائیوں پراور مسافروں پر اور وہ جو تمہارے قبضے میں ہیں۔(۲۲)

ترجمہ:(اے محمدﷺ) تم ان لوگوں کی ہدایت کے ذمہ دارنہیں ہو بلکہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے ہدایت بخشتا ہے۔ اور (مومنو) تم جو مال خرچ کرو گے تو اس کا فائدہ تمہیں کو ہے اورتم جو خرچ کرو گے اللہ کی خوشنودی کے لئے کرو گے۔ اور جو مال تم خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دے دیا جائے گا اور تمہارا کچھ نقصان نہیں کیا جائے گا۔(۲۳)

ترجمہ: (اور ہاں تم جو خرچ کرو گے تو) ان حاجت مندوں کے لئے جو اللہ کی راہ میں رکے بیٹھے ہیں اور ملک میں کسی طرف جانے کی طاقت نہیں رکھتے (اور مانگنے سے عار رکھتے ہیں) یہاں تک کہ نہ مانگنے کی وجہ سے ناواقف شخص ان کو غنی خیال کرتا ہے اورتم قیافے سے ان کو صاف پہچان لو (کہ حاجت مند ہیں اور شرم کے سبب) لوگوں سے (منہ پھاڑ کر اور) لپٹ کرنہیں مانگ سکتے اورتم جو مال خرچ کرو گے کچھ شک نہیں کہ اللہ اس کو جانتا ہے۔(۲۴)

ترجمہ: جو لوگ اپنا مال رات اور دن اور پوشیدہ اور ظاہر (راہ خدا میں) خرچ کرتے رہتے ہیں ان کا صلہ پروردگار کے پاس ہے اور ان کو (قیامت کے دن) نہ کسی طرح کا خوف ہوگا اور نہ غم۔(۲۵)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالی عدل کا بھلائی کا اور قرابت داروں کے ساتھ احسان کرنے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی کے کاموں، ناشائستہ حرکتوں اورظلم و زیادتی سے روکتا ہے وہ خود تمھیں نصیحتیں کر رہا ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو(۲۶)

دیگر مذاہب میں اسلام بھی ''دین انسانیت'' کی حیثیت سے نمایاں مقام رکھتا ہے اسلام انسان دوستی اور عظمتِ انسانیت کا علمبردار ہے، یہ دین نفرت اورقتل و غارت نہیں بلکہ امن، سلامتی اور محبت کا درس دیتا ہے۔اس کے نزدیک سب انسان مٹی سے بنے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔کسی بھی گورے کو کالے پر کالے کو گورے پر،غریب کو امیر یا امیر کو غریب پر،کسی رنگ، نسل، قوم، علاقے کی وجہ سے کوئی فوقیت نہیں ہے۔دین

اسلام میں سب انسان برابر ہیں۔ قران کی رو سے اللہ نے ان کو ایک ہی جان سے پیدا کیا ہے۔ذات قبیلے رنگ روپ نسل سب ایک دوسرے کی پہچان کی غرض سے ہیں۔ رہبر انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کوئی شخص مسلمان نہ ہو گا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ نہ چاہے جو اپنے نفس کے لیے چاہتا ہے۔ نیز انسانوں میں بہتر انسان وہ ہے جو دوسروں کے لیے فائدہ مند ہو۔قرآن کی زبان میں بھی سب انسانوں کو ''**یا ایھا الناس**'' (اے انسانوں) کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔اسلام پوری انسانیت کے لیے دین ہے، اسلام نظام حیات ہے۔اسلام کے نظام عدل و انصاف میں بھی کسی قوم، قبیلہ، رنگ، نسل، عہدے، امیر یا غریب کو استثنیٰ حاصل نہیں ہے۔ اسلامی تصورات نہ صرف یہ کہ انسانیت کا اعلیٰ معیار پیش کرتے ہیں بلکہ اسلام کا بنیادی تعارف اور تشخص ہی دین انسانیت سے سامنے آتا ہے۔یہ نہ صرف اعلیٰ اقدار اور تصورات پر مبنی تعلیمات کا مجموعہ ہے بلکہ ان کی عملی تشکیل اور اعلیٰ نمونے ہمیں پیغمبر اسلام کی شخصیت کی صورت میں نمایاں نظر آتے ہیں، جن کی زندگی پوری انسانیت کے لئے تاقیامت نمونہ قرار دی گئی ہے۔

خلاصہ:

مغرب کا معاشرہ ایک مذہبی معاشرہ تھا، جس میں مذہب، اقدار و روایات کا غلبہ تھا، لیکن آنے والے وقت میں فلسفۂ روشن خیالی (Philosophy of Enlightenment) کو مغرب میں فروغ ملا تو اس فلسفہ کے تحت مغربی تہذیب کا میلان رومن و یونانی تہذیب اور اس کے احیاء کی طرف ہوا جس کی وجہ سے رومن ویونانی سلطنت کی اقدار و روایات کو معاشرے میں پذیرائی ملی۔ مسیحی روایات کے مقابلے میں رومن ویونانی اقدار کو زندہ کرنا اور ان کو اپنانا باعثِ فخر سمجھا جانے لگا۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی تہذیب کی فکری بنیادیں یونانی تہذیب اور فلسفے و فکر پر رکھی گئی ہیں۔ اسی لیے ہیومن اِزم ہیومنزم کو اہلِ مغرب نے اپنے معانی و مطالب میں ڈھال کر یونانی افکار و خیالات کو ازسرنو زندہ کرنے کی کوشش کی۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ جب فلسفۂ روشن خیالی غالب اور دینی اقدار و روایات مغلوب ہوتی چلی گئیں تومذہب کے بجائے انسان کو اہمیت دی جانے لگی۔مغربی مفکرین اور فلاسفر

جن میں ڈیکارٹ، بیکن، جان لاک، رچرڈ کابڈن، گلیڈ اسٹون، تھامس پین اور رابرٹ اوون وغیرہ اہم قابلِ ذکر اور اس تحریک کے ہراول دستہ ہیں، انھوں نے وحی کا انکار کرتے ہوئے خالصتاً عقلی اور حسی بنیادوں پر معاشرے کی تشکیلِ نو کی۔ ان کے نظریات کو مغربی سائنس دانوں، سیاسی، معاشرتی، معاشی اور تعلیمی ماہرین نے مزید تقویت پہنچائی، اور سیکولر ہیومن اِزم کو بطور نظام حکومت کے قبول کر لیا ہے۔ مذہب کو عبادت گاہ کے اندر محدود کر دیا اور انسان دوستی یا انسان پرستی کا فلسفہ پیش کیا۔ تمام مذاہب کے ماننے والے اگر صرف ایک بات پر اتفاق کر لیں کہ انسان کی حرمت انسان پر واجب ہے، جب اس کی حرمت واجب ہے تو وہ کسی بھی دین یا فقہ سے تعلق رکھتا ہو تو اس کے دین کو تنقید کا نشانہ نہ بنایا جائے، اپنے مسلک پر قائم رہتے ہوئے مخاطب کی فکر کا احترام کیا جائے۔

حوالہ جات

1. Robert Eno, *The Confucian Creation of Heaven: Philosophy and the Defense of Ritual Mastery* 1st ed.. State University of New York Press..(1990).p.2-7
2. *Mark* Juergensmeyer, *Religion in Global Civil Society.* Oxford University Press. (2005) p. 70.
3. tr. Legge. *Analects XII,* chapter 11, p.1
4. Stephan Feuchtwang, *"Chinese religions", in Woodhead,* Linda; Kawanami, Hiroko; .Partridge, Christopher H., *Religions in the Modern World :Traditions and Transformations*)3nd ed.(, London: Routledge,(2016). p.146–176

۵- فاروقی،عمادالحسن،دنیاکے بڑے مذاہب... مکتبہ جامعہ نگر: نئی دہلی: ۱۹۸۶، ص ۷۵ -۸۰

۶- دنیاکے بڑے مذاہب....)ص ۹۰-۱۰۳

۷- صدیقی، مظہرالدین: اسلام اور مذاہبِ عالم،،لاہور،ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، ص ۷۱:

۸- دنیاکے بڑے مذاہب...)ص ۹۴

۹- ڈاکٹرمعین الدین، قدیم مشرق جلد دوم، ۸۹۳ تا ۵۰۴

۱۰- عثمانی۔محمد تقی، بائبل سے قرآن تک (شرح وترجمہ اظہار الحق)،مکتبہ دار العلوم کراچی،ص ۴۱-۴۳

۱۱- مذاہب عالم میں خدا کا تصور، ڈاکٹر ذاکر نائیک، ص۵۳۔

12- Drake–Brockman, Tom. *Christian Humanism :The Compassionate*

Theology of a Jew called Jesus. Sydney :Denis Jones.press (2012)p. VI.

۱۳- آپ ابو الاعلی مودودی بن سید أحمد حسن مودود، مجتہد امام اور مجدد دین ہیں۔ آپ وقت کے بے نظیر محقق ہیں۔ آپ نے ساری زندگی دین کی خدمت میں گزاری۔ آپ کی بے شمار تصانیف اور کارنامے ہیں۔ آپ ۱۹۰۳ میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والدمحترم سے حاصل کی اور اس کے بعد ہند کے جید علمآء سے مختلف علوم وفنون حاصل کئے۔ آپ نے ۲۲ ستمبر ۱۹۷۹م کو وفات پائی۔ (**المعجم الجامع في تراجم العلماء و طلب العلم المعاصرين**، ص ۳، ج ۱)۔

۱۴- آپ ابو یوسف یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل علیہ السلام ہیںآپ کا لقب اسرائیل ہے۔ آپ بیت المقدس کے قریب خلیل نامی جگہ میں اپنے باپ داد ا کے ساتھ مدفون ہیں۔ (تہذہب الأسماء ص ۲۶۷، ج۱)۔

۱۵- آپ نیہودا بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل علیہ سلام ہیںآپ یعقوب علیہ السلام کے چوتھے بیٹے ہیں۔ آپ پر یہود اعتماد کرتے ہیں اور آپ کی طرف ہی منسوب ہیں۔ (اکمال الکمال، ص ۱۷۲، ج ۱)۔

۱۶- آپ حضرت سلیمان بن داود علیہا السلام ہیں۔ آپ جلیل القدر نبی ہیں۔ آپ کو اللہ تعالی نے دنیاکے بیشتر حصے کی بادشاہی دی ہے اور بہت سی مخلوق آپ کے تابع کی ہے۔ (تہذیب الأسماء ص ۲۲۳، ج ۱)۔

۱۷- ابوالاعلی مودودی، یہودیت: ادارہ ترجمان القرآن پرائیویٹ لمیٹڈ لاہورطبع ۲۰۰۸ء، ص۲۳۔

۱۸- آپ ابو اسماعیل بن ابراہیم ہیں۔ آپ جلیل القدر رسول ہیں۔ آپ پر اللہ پاک نے صحیفے اتارے ہیں۔ (تہذیب الأسماء - ص ۱۳۳، ج ۱)۔

۱۹- القصص:۵

20- Sherwin T. Wine –“ *Humanistic Judaism*” NY :New York, Prometheus Books; 1st edition(1978) p. 123

۲۱- عنکبوت – ۸

۲۲- نساء – ۳۶

۲۳- ا لبقرہ– ۲۷۲

۲۴- ایضا– ۲۷۳

۲۵- ایضا– ۲۷۴

۲۶- نحل –۹۰